www.KitaboSunnat.com

تعاقب

پروفیسر نسیم اختر

صحیح بخاری اور رجاء السندھی

محترم غازی عزیر کے مقالات علمی اور تحقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ علمی حلقوں میں دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں اور مآخذ و مراجع کی کثرت کے باعث اہل علم کی توجہ کا مرکز بنے رہتے ہیں۔ رسالہ "محدث" لاہور میں ان کے مقالات نظر سے گزرتے ہیں، بسا اوقات مجلّہ "اہلحدیث" لاہور اور "الاعتصام" میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ میں بھی مذکورہ بالا اوصاف کے پیش نظر ان کے مقالات دیکھتی اور پڑھتی ہوں۔ محدث جلد نمبر ۲۳ عدد ۲ بابت ماہ جنوری ۱۹۹۳ء میں محترم کا "برصغیر میں محدثین کی مساعی" تحقیقی مقالہ نظر سے گزرا۔ اس میں موصوف نے ان صحابہ و تابعین کا ذکر تفصیل سے کیا ہے جو ہند میں وارد ہوئے اور انہوں نے ہند میں حدیث کا فیض پہنچایا اور تبع و تابعین کی جماعت (عدد نمبر ۳، ص نمبر ۲۶) پر ابوبکر محمد رجاء السندھی یا رجاء بن سندھی کا تذکرہ اور تعارف درج کیا ہے۔ موصوف ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

سندھ میں آکر مستقل سکونت اختیار کرلینے کی وجہ سے ہی "السندھی" کہلائے---
"صحیح بخاری میں ان کی مرویات موجود ہیں"۔

راقمۃ الحروف کہتی ہے یہ تو بجا ہے کہ آپ نے سندھ میں آکر مستقل سکونت اختیار کرلی بلکہ امام حاکم لکھتے ہیں کہ ان کے اعقاب میں بھی بہت سے محدثین ہو گزرے ہیں۔ سید سلیمان نے اعقاب کے کچھ نام بھی دیئے ہیں جن میں ابو محمد عبداللہ بن محمد بن رجاء اور ابوبکر محمد بن رجاء مشہور تر ہیں۔ پہلا نام حافظ ابن حجر نے بھی تہذیب التہذیب میں درج کیا ہے۔

موصوف (   ) کے بعد پیدا ہوئے اور ایران پہنچ کر اسفرائینی کی نسبت سے مشہور ہوئے اور بالآخر سندھ میں وفات پائی۔ علامہ طبری نے بھی ۲۳۱ھ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

الجوزجانی اور ابو حاتم نے ان سے روایت کی ہے، ۲۳۱ھ میں ان کی وفات مذکور ہے۔ تاہم شیخین نے ان سے روایت نہیں لی۔ تو فاضل مقالہ نگار کا ان کے تذکرہ میں یہ لکھنا کہ "صحیح بخاری میں ان کی مرویات موجود ہیں" سبقتِ قلم یا تسامح کا نتیجہ ہے۔ میں قارئین کے علم میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ یہ رجاء سندھی وہی ہیں جن پر علامہ کوثری نے "تانیب الخطیب" (ص ۹۲) جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ طویل اللسان تھے اور اصحاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاصول نے ان سے روایت نہیں لی۔ چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن معلمی "تنکیل" میں علامہ کوثری کے جواب میں لکھتے ہیں:

"استاذ کوثری تو فصیح اللسان کو بذی اللسان کہتے ہیں حالانکہ بکر بن خلف نے ان کے حق میں کہا ہے "مَا رَأَيْتُ اَفْصَحَ مِنْهُ" اگر استاذ اس کو طول اللسانی سے تعبیر کریں تو یہ استاذ کو ہی لائق ہے!!"

لیکن اصحاب الاصول کے ان سے روایت نہ لینے کی وجہ ان کا ضعف نہیں ہے بلکہ ترمذی' نسائی' ابن ماجہ نے تو ان کا زمانہ ہی نہیں پایا اور ابوداؤد نے فی الجملہ ان کا زمانہ تو پایا ہے مگر ملاقات ثابت نہیں کیونکہ وفات ۲۲۱ھ ہے۔ امام احمد نے ان سے روایت لی ہے اور ابراہیم بن موسیٰ اور ابو حاتم نے بھی ان سے روایت لی ہے' ملاحظہ ہو (تنکیل ج ۱ رقم ۹۴)

ممکن ہے مقالہ نگار کو حافظ ابن حجر کے اس جملہ سے مغالطہ ہوا ہو' جو حافظ نے "تہذیب التہذیب" ج ۳ ص ۲۶۷ پر رجاء السندھی کے ترجمہ میں نقل کیا ہے

"وَعِنْدَ الْبُخَارِي فِيمَا ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْكَمَالِ"

تو گزارش ہے کہ اولا" تو حافظ نے رجاء پر کوئی نشان نہیں لگایا اور پھر اس جملہ کے بعد حافظ نے علامہ مزی کا قول نقل کیا ہے (قَالَ الْمِزِّي وَلَمْ اَجِدْلَهُ ذِكْرًا فِي الصَّحِيحِ) اور مزی کے قول پر سکوت کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ حافظ ابن حجر مزی کے ساتھ متفق ہیں اور پھر صاحب الکمال کے اس جملہ و "عنہ البخاری" سے یہ کب لازم آتا ہے کہ امام نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی کسی دوسری تالیف میں ان سے روایت لی ہوگی جس کی بنا پر صاحب الکمال (عبدالغنی المقدسی) نے وعنہ البخاری لکھ دیا۔

میری اس مختصر کاوش سے یہ بات عیاں ہے کہ نہ صرف صحیح بخاری و مسلم بلکہ سنن اربعہ میں بھی ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔ رجاء سندھی پر مزید تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن زیر نظر مقالہ میں راقمہ کے پیش نظر صرف اس غلط فہمی کا ازالہ تھا جو کہ بحمد اللہ رفع ہوا۔ امام مسلم کے متعلق معلمی" لکھتے ہیں کہ

جہاں تک امام مسلم" کا تعلق ہے تو رجاء کی وفات کے وقت انکی عمر فقط سولہ برس تھی۔ عین ممکن ہے کہ امام نے صغر سنی میں ان سے سماع فرمایا ہو۔ لیکن اس سماع کو آپ نے اپنی صحیح میں درج کرنے کے لائق نہ سمجھا۔

(بغدادی ۱۳/۳۹۳ اور تانیب ص ۹۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ